

اخلاص کی اہمیت اور برکتیں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَنْ یُنَالَ اللّٰهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَٰكِنْ یُنَالُهُ
التَّوَلَّوْی مِنْکُمْ (الحجہ-۳۷)

”اللہ کے پاس نہ تو ان قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی ان کا خون بلکہ ان کے پاس تو
تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے یعنی (اللہ کے ہاں) تمہارے دلی جذبات پہنچتے ہیں۔“
عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم
ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم (مسلم)
”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری
صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔“

یعنی تمہارے اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے کہ آپ لوگوں نے جو عمل کیا اس میں اللہ اور اس کے رسول کی رضا
اور خوشنودی کس حد تک ملحوظ خاطر ہے۔

اخلاص عمل کی ضرورت: محترم حاضرین! اللہ کی رضا کے لئے آج اگر ہم اپنی عبادات و افعال کا محاسبہ
کریں تو یہ نوے فیصد مخلوق کی رضا اور خوشنودی سے خالی نہیں ہوتے، غرض یہی دکھلاوا اور ریا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے
اسلاف کی میراث میں ملے ہوئے لوٹے اور مصلی وغیرہ کو دیکھ کر صرف اپنے آپ کو مسلمان کہنا شروع کر دیا جبکہ
”اسلام صرف ایک نام ہی نہیں بلکہ ایسے اعتقادات پر مشتمل ہے جس کے اجزائے ترکیبی اخلاق و اعمال اور عبادات
ہیں اور ان میں محنت کا مقام تب حاصل ہوگا جب اس میں اخلاص نیت جو تمام احکامات کی روح ہے موجود ہو جس جسد
میں روح نہ ہو وہ ایسا لاشہ ہے جس کی دنیا میں کوئی قیمت نہیں تو آخرت میں کیا ہوگی۔

قربانی کی حقیقت: آیت کریمہ ذی الحجہ میں جو قربانی کی جاتی ہے بظاہر اسی کے بارے میں ہے لیکن
یاد رکھیں کہ کلام مجید اُس عظیم بادشاہ اور مالک الملک کا کلام ہے جس میں ہزاروں مسائل اور احکامات کا حلال و حرام ہونا

معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تو قربانی کی روح اور حقیقت بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر صرف جانور کو ذبح کر کے محض خود کھانے اور کھلانے نہ جانور کا خون بہانا اللہ کی رضا و خوشنودی کا باعث بن سکتا ہے اور نہ (ہمارے) جانور کے خون اور گوشت کی رب العالمین کو ضرورت ہے اور نہ خدمت جلیلہ جل جلالہ میں ہمارا یہ خون اور گوشت پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو چیز اس قربانی سے مطلوب ہے اور قربانی کرنے والوں کے لئے باعث اجر و سنت ابراہیمی کی پیروی ہے وہ صرف دلوں کا اخلاص اور نیت ہے جو اللہ کے ہاں پہنچتا ہے کہ فلاں شخص نے کسی رضامندی اور میرے محبت میں اپنی محبوب ترین چیز اس کے نام پر قربان کی۔

قربانی کی شرط: عید قربان کے موقع پر قربانی کی شرائط میں آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں کہ کئی تا سمجھ یا نام و نمود کے دلدادہ لوگ عید کی قربانی بھی صرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ لوگوں میں میری مالداری کا چرچا ہو کہ فلاں صاحب نے اتنا قیمتی یا اتنے زیادہ جانور ذبح کئے۔ ”میں قصداً اسے ذبح کہتا ہوں کیونکہ اس پر قربانی کا اطلاق ہوتا ہی نہیں“ اور بعض نادان اصحاب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن پر قربانی لازم نہیں ہوتی۔ مقروض اور نہ مقررہ نصاب کے مالک ہوتے ہیں قرض لے کر صرف اس لئے ذبح کرتے ہیں کہ نہ کرنے کی صورت میں لوگ ہنسیں گے کہ یہ شخص قربانی کرنے کا بھی نہ رہا۔ ایسے لوگوں نے دکھلاوے کیلئے پنکٹ تو کر لی مگر اجر و ثواب کا ملنا ان کی لوگوں کی خام خیالی ہے۔

عمل صالح کی مقبولیت: محترم دوستو! جیسے قربانی کرنا اللہ کا حکم ہے ویسے اس کے صحت و عدم صحت کا دار و مدار نیت و اخلاص پر ہے اسی طرح تمام اعمال کا دار و مدار اسی پر ہے۔ طلباء کرام موجود ہیں بخاری شریف کا ابتدائی اور اہم مشعل راہ نبویؐ فرمان ہے جو مسلمان اپنے عمل کو ”الیہ یصعد الكلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ“ ترجمہ: ”اور اس کی طرف چڑھتا ہے کلام سحر اور کام نیک اس کو اٹھا لیتا ہے“ (سورۃ فاطر-۱۰)

یعنی سحرے کلام سے مراد اللہ کا ذکر، تلاوت قرآن، علم و نصیحت کی باتیں یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں اور قبولیت و عظمت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں، کامصدق بنانا چاہے تو اسی فریم ورک کے حدود میں رہ کر ادا کرنا ہو گا ان قیود کی پامالی کرنے والا اپنے عمل کو بھی غارت سمجھے

اخلاص نیت: عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول

انما الاعمال بالنیات وانما لامری مانوی فمن كانت ہجرته الی اللہ ورسولہ

فہجرته الی اللہ ورسولہ ومن کان ہجرته الی دنیا یصیبہا اوا مرأة یتز وجہا فہجرته

الی ماہاجر الیہ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔ سارے اعمال کا دار و مدار نیت پر ہی

ہے اور آدمی کو وہ کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہو پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ کیلئے ہجرت کی غرض اس کا اللہ و رسول کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ اور کوئی دنیاوی مقصد نہ تھا تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہوگی اس کا مطلب یہ کہ اسے اس عمل کا ثواب ملے گا اور جس شخص نے کسی دنیاوی مادی غرض یا کسی عورت کے حصول نکاح کیلئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی غرض کے لئے سمجھی جائے گی اسی وجہ سے ایک اور مقام پر حضرت ابو ہریرہؓ نے حضورؐ کا ارشاد ذکر فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا یعنی اللہ کے دربار میں جب پیشی و حساب و معاملہ ہوگا عمل صالح نام کے اعمال تو ایک شخص نے ڈیڑھ سو کھیروں کئے ہوں مگر نیت اللہ تعالیٰ کیلئے نہ تھی تو بدکاروں کے کھپ میں داخل ہوگا اور اگر اعمال صرف غلوں نیت سے فرائض تک محصور ہوں حرام سے محفوظ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے کھپ میں داخل کرنے کا پروانہ عطا فرمادے گا۔

رضائے ربانی کی برکات: معزز سامعین! والدی و شفی و مرشدی حضرت مولانا عبدالحق برود اللہ مضجعہ فرمایا کرتے تھے کہ علم جو کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت و مفت ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے اولین چیز اخلاص ہے یعنی خلصۃً لوجہ اللہ علم کا حصول پھر دین پر عمل اور پھر حکمت و دانائی کے ساتھ اشاعت دین و تبلیغ ہو۔ اگر اس میں نمائش اور نام نمود ہو تو ہرگز کامیابی نہیں اگر ہزاروں لوگ واہ واہ کریں مگر عند اللہ اس کی قبولیت نہیں۔ اور جن علماء نے اخلاص و صحیح نیت کے ساتھ علم حاصل کر لیا ان کا نام قیامت تک زندہ رہتا ہے۔ علماے حق جو علم کا اخلاص کے ساتھ علوم نبوت کے نور سے منور ہوئے۔ ایسے علماء اور ائمہ ہدیٰ پر جتنی مدت گزرے اتنا ہی ان کا فیض اور مقبولیت کھڑک کر پھیلتی اور بڑھتی جاتی ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔ گندم کا دانہ جب روئے زمین پر موجود ہے تو کچھ بھی نہیں مگر جب مٹی میں دب جائے نمائش ہاتی نہیں رہتی تو دس دن بعد اسپر برگ و بار آنا شروع ہو جاتا ہے یہی حال اس شخص کا ہے جس نے اپنے آپ کو مٹایا، تکبر خود پسندی، شہرت کو ترک کر کے اخلاص نیت پیدا کیا خدا نے اس کو بغیر اس کی خواہش کے شہرت سے نمایاں فرمایا۔ اگرچہ اس کی خواہش نہ ہو نہ اس کا ارادہ ہو مگر غلوں نیت سے جو اعمال کئے جائیں ان اعمال کا طبعی نتیجہ یہی ہے۔ کاش اگر آج پوری امت جو ققنوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری ہوئی ہے۔ دشمنوں کی یلغار ہے، ایک زبان ہو کر اخلاص نیت سے اللہ کے حضور سر بسجود تائب ہو کر یہ عزم کریں کہ یا اللہ ہم اپنی یہ مستعار اور چند روزہ زندگی تیری رضا اور تیرے دین کی سربلندی میں گزاریں گے تو امت کی یہ ہزیمت اور شکست و ریخت عظمت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں تبدیل ہو سکتی ہے مگر شرط یہ کہ اخلاص نیت ہو۔

دیندار لوگوں کا ہدیہ: حضرت زید بن مسرہؓ سے نقل کیا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں ہر دان کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اسکی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں۔ اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اسکی

خاموشی کو فکر اور اسکے کلام کو بھی ذکر بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کو دیکھنے کہ اگر عمل اللہ کے لئے ہو تو پھر اس عمل کرنے والے کی خاموشی کو بھی عبادت میں محسوب فرمادیتے ہیں۔ حضرت عون بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں دیدار حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات بطور تحذیر دیکھ کر بھیج دیا کرتے تھے۔

نمبر ۱۔ جو آخرت کیلئے عمل کرتا ہے (یعنی اس کا عمل صرف اللہ کی رضا کیلئے ہو) اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو درست فرمادیتے ہیں۔

نمبر ۲۔ جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر کو درست فرمادیتے ہیں (معلوم ہوا ظاہری احوال کے درست ہونے کا دار و مدار باطن پر موقوف ہے۔ اگر کسی نے اپنا ظاہر اور چال ڈال بزرگوں جیسا بنایا ہے مگر باطن کفری عقائد، فسق و فجور کے تصورات سے بھرا پڑا ہے۔ تو اسکی ظاہری حالت اسکے دجل و فریب کی غمازی کر رہی ہے۔

نمبر ۳۔ جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اسکا معاملہ درست فرمادیتے ہیں

سامعین محترم یہ تینوں باتیں اگر ان پر کما حقہ عمل کیا جائے تو انسان کے اخروی و دنیوی کامیابی کے لئے کیسا اور آب زر سے بڑھ کر ہے تینوں میں اگر غور کیا جائے تو اصل معاملہ وہی اخلاص نیت کا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ ہر نیک عمل کا تعلق اللہ سے جوڑا جائے۔ حسن بصریؒ قرآنی آیت ”مَنْ عَمِلْ عَمَلًا مِثْلَ عَمَلِ سَابِقِہِ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”سابقہ“ سے مراد نیت ہے یعنی جیسی نیت ہوگی ویسا عمل ہوگا۔

ہر عمل میں نیت کی ضرورت: انسان کا ہر عمل نیک نیت سے عبادت بن سکتا ہے ارم الراعمین تو مغفرت کیلئے بہانہ تلاش کرتے ہیں اللہ جل جلالہ ایسے مشفق و مہربان ہیں کہ مثلاً خوراک کھانا، مشروب پینا تو ہر حیوان بلکہ انسانوں میں فطری جذبہ، بطریقہ اتم موجود ہے اگر ایک بھوکا انسان طعام اس نیت سے کھائے کہ بھوکا فتم ہو جائے تو کھانے سے یہ خواہش تو اسکی پوری ہو جاتی ہے مگر اسکا یہ کھانا اسکے لئے عبادت نہ ہوگا اور نہ اس پر اجر ملے گا اگر اسکے بجائے بھوک کے وقت یہ کھانا اس نیت سے کھائے کہ بدن میں کھانے سے طاقت پیدا ہو تاکہ اطمینان سے عبادت کر سکوں گا۔ تو یہی فطری عادت بھوک مٹانے کا ذریعہ بننے کے ساتھ عبادت میں بھی شمار ہوگا یہی کیفیت قضاے حاجت کی بھی ہے جو ہر انسان کا پیدا ہونے سے لگا ہوا ہے اگر اس حاجت کے ادا نہ ہونے کے وقت یہ نیت بھی ہو کہ فراغت حاجت کے بعد عبادت دلجمعی اور محنت و سکون سے ادا کر سکوں گا تو یہ عمل بھی کار ثواب ہوا۔ آج کل ہر انسان جب تعمیر کرتا ہے، اسکے لوازمات میں کھڑکی اور روشنائی کا خصوصی خیال رکھتا ہے تاکہ تازہ ہوا، آسکین کا دخول اور بدبودار ہوا کا اخراج ہو تاکہ صحت کے اصول کے تمام تقاضے پورے کرے اگر اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ملحوظ خاطر رکھ کر نیت کر لے کہ اسکے ذریعہ مسجد سے نماز کے اوقات میں اذانوں کے سننے کا بھی اہتمام ہوگا تو یہی تعمیر دنیوی مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ عبادت و اجرو ثواب کا ذریعہ بن سکتی ہے آج کل کے حضرات اکثر بے خیال ہو کر اپنی زندگی کی تعمیر کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ بدن بچے،

چاک و چوبند اور امراض میں کی آئے ممکن ہے یہ فوائد حاصل ہوں مگر یقینی نہیں اگر اس چہل قدمی اور ورزش میں یہ نیت بھی شامل کر لی جائے۔ کہ بدن کو سمارٹ مستعد اور صحت مند اسلئے رکھنا ہے کہ امراض و نقاہت سے بچ کر اس بدن کو اللہ کی رضا خوشنودی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنا ہے نیت یہ کر لی جائے تو یقیناً یہ واک بھی اجر من اللہ کا ذریعہ بن کر دارین کی کامیابی کا وسیلہ بن جائیگا یہ چند مثالیں میں نے آپ کو سمجھانے کیلئے دیں ورنہ ہر جائز عمل کا بھی انجام ہے کہ نیت عبادت سے یہ عمل بھی عابد و زاہد بننے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

نیت عمل سے بہتر: ایک جگہ رحمۃ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے علماء اسکی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ خیر کی نیت پر تو ہر صورت میں اجر ملتا ہے اگرچہ عمل نہ بھی کیا ہو پھر بلا نیت ثواب نہیں کیونکہ اکثر و بیشتر نیت میں طول ہوتا ہے جو عمل میں نہیں۔ جیسے کوئی نیت کرتا ہے۔ کہ میں اپنے عمر میں فلاں نیکی کروں گا۔ مگر وہ اس ارادہ کی تکمیل عمر بھر نہ کر سکا۔ بعض علماء کے بقول چونکہ نیت دل کا عمل ہے اور قلب اللہ کی معرفت کا مرکز ہے اور جو چیز مرکز سے صادر ہو کر وہ بہتر ہوتی ہے اسکی مزید تشریح یہ کہ ایک حدیث میں سرکار دو عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا جو اپنے ساتھ ڈھیر دلوں اور پہاڑوں جیسے نیکیوں کے انبار لائے گا ایک آواز دینے والا پکارے گا کہ فلاں فرد کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آ کر لے جائے۔ لوگ آ کر اسکے نیکیوں سے اپنا اپنا حق وصول کریں گے آخر میں اسکے پاس کوئی نیکی باقی نہ رہے گی اور وہ شخص حیرانی کی حالت میں پریشانی کا شکار ہوگا۔ اس دوران مالک کون و مکان جل جلالہ فرمائیں گے میرے پاس تیرا ایک خزانہ موجود ہے جسے میں نے نہ فرشتوں کے سامنے ظاہر کیا ہے اور نہ مخلوق میں کسی کو معلوم ہے۔ عرض کرے گا یا اللہ وہ کیا ہے؟ ”ارشاد فرمائے گا تیری وہ نیت جو بھلائی کیلئے رکھتا تھا۔ میں نے اسے ستر گنا کر کے لکھا ہوا ہے۔ یہی نیت اس شخص کے جنت میں داخلہ کا سبب بن گیا۔

وفات اولاد پر اجر و ثواب: آپ حضرات کو اندازہ ہوگا کہ بالغ اولاد کے فوتگی کے غم سے نابالغ اولاد کی مرنے پر والدین زیادہ غمزدہ رہتے ہیں علماء نے اسکے کئی وجوہات بیان کئے مگر میرے نزدیک اہم وجہ یہ ہے کہ نابالغ اولاد کے ساتھ محبت فطری، طبعی بلا لالچ اور بے غرض ہوتی ہے۔ والدین ان کے سکون و آرام کیلئے دن رات جاگ کر خدمت پر مامور رہتے ہیں یہ اسوجہ سے نہیں کہ یہ بچے والدین کے رزق کا بندوبست کرتے ہیں۔ یہ بات والدین کے تصور میں قطعاً نہیں ہوتی کہ مستقبل میں یہ ہماری خدمت کریں گے کیا معلوم بچہ جوانی کے مرحلہ تک پہنچے گا یا نہیں۔ اسوقت والدین کی خدمت خالص اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ یہ شفقت و خدمت بے غرض ہے تو اس کا اجر بھی ہے یہ بچہ والدین کیلئے قیامت کا ذخیرہ بن کر خداوند تعالیٰ سے اصرار کرے گا کہ جب تک والدین کو جنت میں اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے تو خود بھی نہیں جائیں گے مگر اس شرط پر کہ والدین ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں الغرض اخلاص نیت سے دنیا بھی اور دین بھی ہے۔ اقوال مغیر طلب السلام میں شرک و کفر کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

غیر اللہ کیلئے عمل پر وعید: عن ابی سعید بن ابی فضالة عن رسول اللہ ﷺ قال اذا جمع

اللہ الناس يوم القيامة لاديب فيه نادى مناد من كان اشرك في عمل عمله لله احداً

فليطلب ثوابه من عند غير الله فان الله اغنى الشركاء عن الشرك (رواه احمد)

”حضرت ابوسعید ابن ابی فضالہؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں لوگوں کو محاسبہ اعمال کے

لئے جمع فرمائے گا تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس

عمل کو جو اس نے خدا کیلئے نہیں کیا تھا خدا کے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تھا۔“

(یعنی دنیا میں یہ عمل اللہ کی نیت کے بجائے لوگوں کے دکھلانے کیلئے کیا تھا) کہ اسکو چاہئے وہ اپنے اس عمل

کا اجرا سی غیر اللہ سے طلب کرے جسکو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے سلسلہ میں تمام شریکوں سے بے

نیاز ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو اس نیت کے مطابق سزا دیا جائے گا جس کو اس نے دنیوی زندگی میں اختیار کیا

تھا۔ نیت کی اصلاح کے بارہ محسن انسانیت کا ایک اور ارشاد گوش گزار کر لیں۔

ارادہ پر نیکی: عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ فيما يروى عن ربه عز وجل قال قال ان

الله عز وجل كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك فمن هم بحسنة فلم يعملها

كتب الله عنه حسنة كاملة فان هم وعملها كتبها الله عنه عشر حسنات الى

سبع مائة ومن هم سيئة فلم يعملها كتبها الله له عنة حسنة كاملة فان هو هم بها

فعملها كتب الله له سيئة واحدة (رواه بخاری)

”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور

برائیوں کے بارے میں ایک فیصلہ فرشتوں کو لکھوا دیا ہے پھر اس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی

کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور پھر کسی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے

لئے ایک نیکی پوری لکھ دیتے ہیں اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس نیکی پر عمل کرے تو اس کے نیکی

کے بدلے اپنی طرف سے دس نیکیوں سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ اجر لکھ

دیتے ہیں اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس کے کرنے سے منع ہو جائے تو اللہ اپنے پاس

سے اس کے لئے ایک مکمل نیکی لکھ دیتے ہیں۔“

کیونکہ اسکا برائی سے رکنا اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد وہ گناہ کر لیا تو اللہ اس کے

لئے ایک ہی گناہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ نیک ارادہ کا تعلق انصاف کے اصول سے ہے اور جسے پہلے عرض کیا تھا دل تجلیات

خداوندی کامرکز ہے اس کی خبر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس لئے اس کے دل کے ارادہ میں ابھی تک رہا و نمود کا اثر نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے ظاہر و باطن ایک جیسے ہوتے تھے وہ جو بھی عمل کرتے اس میں اللہ کی خوشنودی اور رضاؓ نظر ہوتی۔ ان کے قول و فعل میں غیر اللہ اور نام و نمود کی گنجائش نہ تھی۔ اس کا قطعاً یہ ارادہ نہ تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ برادری میں ناک کٹ جائے گی۔ یہ حضرات تمام اعمال اللہ کی خاطر کرتے۔

عدم اخلاص کے متعلق واقعہ: اخلاص نہ ہونے اور یا اور شہرت کی خاطر عبادت کے انجام کا واقعہ اس خطبہ کے آخر میں عبرت کیلئے سن لیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ا قیامت کے دن سب سے پہلے جن کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جو شہید کیا گیا ہوگا۔ یہ شخص اللہ کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس نعمت کا اظہار فرمائیں گے جو اس شخص پر کی گئی تھی۔ وہ اس کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے اس نعمت سے کیا کام لیا۔ وہ کہے گا میں نے آپ کی رضا کیلئے قتال کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جھوٹ بولتا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا کہ لوگ بہادر کہیں۔ چنانچہ کہا جا چکا پھر اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے ظلم دین سکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی کی ہوئی نعمتوں کا اظہار فرمائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ عرض کرے گا میں نے تیری رضا کیلئے ظلم سکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری ہی رضا کیلئے قرآن مجید پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

جھوٹ بولتا ہے تو نے ظلم دین اس لئے سکھایا تھا کہ لوگ عالم کہیں اور قرآن مجید اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ قاری کہیں“

چنانچہ لوگوں نے تمہارے بارے میں یہی کہا پھر اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تیسرا شخص وہ مالدار ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھرپور دولت دی ہوگی اور ہر قسم کا مال عطا کیا ہو گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نعمتیں بتلائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ عرض کرے گا جن راستوں میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا میں نے تیرا دیا ہوا مال ان سب ہی راستوں میں تیری رضا کیلئے خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ جھوٹ بولتا ہے تو نے مال اس لئے خرچ کیا کہ لوگ جی کہیں چنانچہ لوگوں نے جنہیں جی کے نام سے مشہور کیا پھر اس کو حکم سنا دیا جائے گا اور وہ بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ رب العزت ہم سب کو اعمال کی ادائیگی میں اخلاص نیت کی توفیق سے نوازیں۔